

کیا ہم تاریخ کی درست سمت پر کھڑے ہیں؟ (پہلی قسط)

گزشتہ چند برسوں سے ہر سطح سے ایک اہم جملہ بار بار ادا کیا جا رہا ہے۔ پاکستان، ترکی، روس اور چین پر مشتمل ایک نئی انتہائی عظیم صف بندی ہو رہی ہے۔ جو ہمارے قومی مفادات کی ضامن ہوگی۔ مزید ہندوستان، امریکہ اور یورپ کے ترقی یافتہ ممالک کے خلاف ایک انتہائی موثر عسکری بلاک ترتیب ہو چکا ہے۔ جو ہمیں مشرق وسطیٰ کے مخالف مسلمان ممالک کی چیرہ دستیوں سے بھی محفوظ رکھے گا۔ سادہ الفاظ میں روس، چین اور ترکی اب دل و جان سے پاکستان کے ساتھ ہیں اور یہ ہماری خارجہ پالیسی کا عروج ہے۔ بلاک کے متعلق سنجیدہ حلقوں میں بھی مثبت طرز کی گفتگو ہوتی ہے۔ اس طرز فکر کو ایسے بڑھاوا دیا جا رہا ہے جیسے دنیا کا سب سے طاقتور بلاک بننے کو ہے یا بن چکا ہے اور پاکستان اس کا ایک کلیدی کردار ہوگا۔ بین الاقوامی تعلقات کا ایک طالب علم ہونے کی حیثیت سے میں بذاتِ خود اس فلسفہ کو بالکل درست سمجھتا رہا ہوں۔ بلکہ کئی مقامات پر اس کا ذکر بھی کیا ہے۔ صاحبِ الرائے لوگ بھی اسے سچ سمجھتے ہیں۔ جہاں تک عوام کا تعلق ہے۔ انہیں کوئی فرق نہیں پڑتا کہ ہمارا ملک کس نئی گروہ بندی کا حصہ بن رہا ہے۔ روزی روٹی کے مسائل کسی بھی سوچ کو ختم کر چکے ہیں۔ ہندوستان سے درآمد کی گئی سبزیوں پر بغیر سوچے سمجھے گزارہ کرنے والی قوم، فہم کی پختہ کاری سے محروم ہے۔ چین کی بنائی ہوئی ناقص اشیاء پر اب بحث ختم ہو چکی ہے۔ آپ چین سے درآمد کی ہوئی دوائیاں، مشینری بلکہ ہر چیز خریدتے ہیں، تو ہر ایک کے ذہن میں ہوتا ہے کہ یہ غیر معیاری ہونگے۔ مگر اب انتہائی خاموشی سے ہم چین سے ہر ناقص چیز خریدنے پر مطمئن ہیں۔ عوامی استحصال اور کیا ہوگا۔ میرے ذہن میں کوئی اور جملہ نہیں ہے۔ بالکل اسی طرح ترکی ہماری خام سوچ کا بھرپور فائدہ اٹھا رہا ہے۔ ارتغرل ڈرامہ ایک نئی ذہنی غلامی کی بنیاد رکھی جانے کی بے مثال کوشش ہے۔ اگر صرف یہ عرض کر دوں کہ نیٹ فلکس کے اپنے بنائے ہوئے ڈرامہ جیسے رومن ایمپائر، سپارٹکس، ورلڈ وار ٹو، ترکی کی حکومتی معاونت سے بننے والے ارتغرل سے حد درجہ بہتر ہیں تو شاید اکثریت کو یقین نہیں آئیگا۔ مگر میری التجا پر نیٹ فلکس پر موجود ان ڈراموں کو غور سے دیکھیے۔ اندازہ ہو جائیگا کہ کون سا ڈرامہ بہتر ہے۔ ویسے اگر پاکستانی فلم سازوں اور اداکاروں کی ترکی کی طرز پر حکومتی سرپرستی ہو، تو ہم ارتغرل سے بہتر ڈرامے بنا سکتے ہیں۔ پر بغیر سوچے سمجھے، ہم نے تفریح کو بھی عقائد کے ڈبے میں بند کر کے سماجی نتائج لینے کی کوشش کی ہے۔ جسے اکثریت کامیاب سمجھتی ہے۔ مگر حقیقت بالکل مختلف ہے۔ بات کسی اور طرف چلی جائیگی۔ اسلیے اصل نکتہ کی طرف واپس لوٹنا ہوں۔

روس کے ساتھ ہمارے تعلقات کا ہماری قومی زندگی سے کیا تعلق ہے۔ اس سوال کا جواب تلاش کرنے کی کوشش کر رہا ہوں۔ پرانی بات نہیں کرنا چاہتا۔ اسی برس، 2020 تک روس کا عملی رہبان قطعاً پاکستان کی طرف نہیں ہے۔ یا یوں فرمایا جئے کہ کم ہے۔ یہ بات درست ہے کہ اس سال نومبر میں دونوں ملکوں کے درمیان گیس پائپ لائن بچھانے کا معاہدہ ہوا ہے۔ پر کیا کسی نے توجہ دی ہے کہ یہ معاہدہ دراصل پرانے معاہدے سے یکسر مختلف ہے۔ پرانے معاہدے کی رو سے روس نے اس پائپ لائن پر سرمایہ کاری کرنی تھی۔ اب یہ معاملہ ہے کہ ہمارا ملک اس پر چوتھریں فیصد پیسے لگائے گا اور روس چھیس فیصد۔ دوسرے لفظوں میں اب یہ روس کی پاکستان میں

سرمایہ کاری نہیں، بلکہ ایک طرح سے پاکستان پائپ لائن خرید رہا ہے۔ مگر اس جہت سے کبھی بھی کوئی بات نہیں کی جاتی۔ چلیے، 26 فیصد بھی سرمایہ کاری درست سمت میں قدم ہے۔ مگر ان دونوں ملکوں میں تجارتی تعلقات کیا ہیں۔ چھ سو ملین ڈالر یا حد آٹھ سو ملین ڈالر سالانہ۔ خود فیصلہ کیجئے کہ کیا اتنے نچلے درجے کے تجارتی تعلقات واقعی گرجوشی کا مظاہرہ کرتے ہیں۔ عسکری خرید و فروخت اسکے علاوہ ہے۔ مگر انکی جزئیات کم از کم تحقیقی حوالے سے کسی کے سامنے نہیں ہیں۔ یہاں یہ بات بھی ذہن میں آتی ہے کہ 2019 میں ہی روس نے پاکستان میں انیس بلین ڈالر کی سرمایہ کاری کا اعلان کیا تھا۔ مگر اسکو عملی جامہ پہنانے کیلئے کیا کچھ ہوا ہے۔ یہ آج بھی سوالیہ نشان ہے۔ اب صرف آپکی معلومات کیلئے ہندوستان اور روس کی باہمی تجارت کا ذکر کرونگا۔ ہندوستانی وزیر اعظم نریندر مودی، اپنی وزارتِ عظمیٰ میں متعدد بار روس گیا ہے۔ دونوں ملکوں کے درمیان درجنوں نہیں، سینکڑوں باہمی تعاون کے معاندے ہیں۔ روس کے لوگ، ہندوستان کی سیاحت پر آنا، اپنے گھر جیسا سمجھتے ہیں۔ عسکری تعاون حد درجہ گہرا ہے۔ دونوں ممالک 2025 تک اپنی تجارت کو پچیس بلین ڈالر تک لیجانے کا ارادہ رکھتے ہیں۔ آج بھی دونوں فریقین دس بلین ڈالر کی باہمی تجارت کر رہے ہیں۔ روس، ہمسایہ ملک میں ہر طرح کی سرمایہ کاری کر رہا ہے۔ جو توانائی، خلائی تحقیق، جدید ٹیکنالوجی کے خرید و فروخت سے لیکر ہر شعبہ میں نظر آتی ہے۔ یہ معلومات کسی بھی طرح خفیہ نہیں ہیں۔ عسکری تعلقات حد درجہ مضبوط اور سٹریٹجک نوعیت کے ہیں۔ یعنی کوئی ایسا شعبہ نہیں جس میں ہندوستان اور روس، قریبی مراسم نہ رکھتے ہوں۔ غیر متعصب طور پر دیکھا جائے تو عام فہم سی بات ہے، جو ہر ایک کو سمجھ میں آ جاتی ہے۔ کہ ہمارا دشمن ملک اور روس، بھرپور طریقے سے ایک دوسرے کے ساتھ ہیں۔ مگر پاکستان میں کسی بھی سطح پر اسکا اعتراف نہیں کیا جا رہا۔ بلکہ اسکے بالکل برعکس، دلیل کے بغیر ایک سوچ عوامی سطح پر فروخت کی جا رہی ہے کہ روس اور پاکستان، انتہائی قریبی تعلقات کے حامل ہونے جا رہے ہیں۔ روس کی ہندوستان سے سرد مہری کا دورانیہ شروع ہو چکا ہے اور دونوں ملک ایک دوسرے سے فاصلے پر جا چکے ہیں۔ ہو سکتا ہے کہ یہ فلسفہ پیش کرنے والوں کے پاس ایسے حقائق ہوں، جو طابعاً کو میسر نہیں ہیں۔ مگر عملی طور پر پاکستان اور روس کی قربت کے اس طرح کے شواہد نہیں ملتے۔ جس طرح کی تشہیر جاری ہے۔ اگر ہم روس کے قریب ہو چکے ہیں، تو اسکا کیا ثبوت ہے۔ چلیے منفی طرز کی دلیل کو سامنے لے آئیے۔ کیا موجودہ دور میں، ہندوستان اور روس کے باہمی تعلقات ایک فیصد بھی تعطل کا شکار ہوئے ہیں؟ کیا ان دونوں ممالک کی باہمی تجارت کم ہوئی ہے؟ بلکہ اسکے بالکل برعکس، اگلے پانچ برسوں میں یہ اقتصادی تعلقات پچیس بلین ڈالر تک پہنچنے کا امکان ہے۔

ارد گرد نظر دوڑائیے۔ آپکو کتنے لوگ ملیں گے جو روس جانا پسند کرتے ہیں۔ وہاں سیاحت، روزگار، تجارت کیلئے بے تاب ہیں۔ بلکہ یہ معاملہ حد درجہ تکلیف دہ ہے۔ عوامی سطح پر دونوں ممالک کا رابطہ حد درجہ کم ہے۔ سرکاری طور پر صرف ایک بار، سٹاف کالج کے توسط سے روس جانے کا اتفاق ہوا ہے۔ میرے پاس سرکاری نیلا پاسپورٹ تھا۔ جب ہمارا گروپ ماسکوا ایر پورٹ پہنچا تو شام ہو چکی تھی۔ ہم آٹھ سرکاری افسر تھے۔ اپنا پاسپورٹ، جب شیشے کے ڈبے یعنی امیگریشن افسر کو دیا تو انتہائی مشکل صورتحال پیدا ہو گئی۔ خاتون نے محدب شیشہ سے میرا سرکاری پاسپورٹ چیک کیا۔ تسلی نہ ہونے پر فون کر کے دوسرے افسر کو پاسپورٹ چیک کرنے کیلئے بلا لیا۔ موصوف نے خصوصی آلہ سے میرا سرکاری پاسپورٹ تقریباً دس منٹ چیک کیا۔ پھر ایک تیسرا بندہ آیا۔ اس نے پوچھنا شروع کر دیا کہ ہم لوگ کون

ہیں اور روس کیوں آئے ہیں۔ یہ سوالات حد درجہ غیر متوقع اور ادنیٰ تھے۔ انہیں پوری تفصیل بتائی۔ مگر انکی تسلی نہ ہو پائی۔ آدھ گھنٹہ کی پوچھ گچھ کے بعد بہر حال ہمارے گروپ کو باہر جانے کی اجازت دی گئی۔ راہداری میں پاکستانی سفارت خانے کا ایک افسر استقبال کیلئے آیا ہوا تھا۔ اسے یہ صورتحال بتائی تو اسکا جواب ہوش ربا تھا۔ پاکستان کے سرکاری پاسپورٹ پر روس آنے کیلئے ویزہ کی ضرورت نہیں ہے۔ ایک افغانی نے، پاکستان کے جعلی سرکاری پاسپورٹ بنانے کیلئے دوہی میں فیکٹری لگا رکھی ہے۔ ایک پاسپورٹ دس لاکھ کا بیچتا ہے۔ دوہی کی حکومت کو علم ہے اور پاکستان کی وزارت داخلہ کو بھی۔ اکثر افغانی، پاکستان کا سرکاری پاسپورٹ خریدتے ہیں اور اس پر روس داخل ہو جاتے ہیں۔ پھر مختلف ایجنٹ، انہیں یورپ کی طرف لیجانے کی کوشش کرتے ہیں۔ یہ کوئی افسانہ نہیں ہے۔ یہ وہ امر ہے جو آنکھوں سے دیکھا ہے۔ چار سال پہلے کی بات ہے۔ اب کیا حالات ہیں کچھ نہیں کہہ سکتا۔ مگر جس ملک کے سرکاری پاسپورٹ کی یہ حقیقت ہوگی، اس سے آپ دونوں ممالک کے باہمی تعلقات کی گرجوشی کا اندازہ لگا سکتے ہیں۔ ماسکو میں دس بارہ میٹنگز میں جانے کا اتفاق ہوا۔ مجھے کسی قسم کے خوشگوار جذبات نظر نہیں آئے۔

روس اور ہمارا ملک کیا ایک گروپ میں آچکے ہیں یا آسکتے ہیں۔ میرا اس پر استدلال بالکل مختلف ہے۔ شواہد کے مطابق روس، ہمارے ساتھ نہیں بلکہ ہندوستان کے ساتھ زیادہ گہرے تعلقات رکھتا ہے۔ یہ بات بھی درست ہے کہ روس اپنے مالیاتی فائدہ کیلئے گوادری بندرگاہ استعمال کرنا چاہتا ہے اور اس میں کسی قسم کا کوئی حرج بھی نہیں۔ مگر یہ کہہ دینا کہ ایک نیا الائنس ترتیب دیا جا چکا ہے۔ جس میں پاکستان اور روس دونوں ایک دوسرے کے ساتھ کھڑے ہونگے۔ کم از کم طالب علم کو بعید القیاس محسوس ہوتا ہے۔ اگر یہ سچ ہے تو آج تک اسکے عملی شواہد سامنے کیوں نہیں آ رہے۔ ذیلی سوال یہ بھی ہے کہ کیا روس، ترقی کی اس سطح پر ہے جس پر یورپی مغربی ممالک اور امریکہ ہے۔ اسکا جواب مکمل طور پر نفی میں ہے۔ روس ہر لحاظ سے ترقی یافتہ ممالک سے کافی پیچھے ہے۔ روس کی پاکستان کے ساتھ کیا قدر مشترک ہے۔ اس پر کیا بحث کی جائے۔ کیونکہ ایسا کوئی معاملہ ہے ہی نہیں۔ مگر ہمارے چند دانشور، وہ سب کچھ دیکھ سکتے ہیں، جو کم از کم فہم انسان نہیں دیکھ سکتا۔ شاید وہ عدم وجود کے معاملات کو بھی کامیابی سے پرکھ سکتے ہیں۔ اور ہم جیسے فانی انسان، صرف تحقیقی ثبوت تلاش کرتے رہتے ہیں۔ بہر حال طالب علم کو اس نئی صف بندی کا کچھ علم نہیں ہے۔ سمجھ بھی نہیں آ رہا۔ اگر کوئی دانشور سمجھا دے تو اپنی کم علمی فوری طور پر تسلیم کر لوں گا۔ مگر کوئی سمجھائے تو سہی! (جاری ہے)

راؤ منظر حیات